اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ (اٰل عمرٰن:96)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

عبادت کے لئے پہلا گھر:۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ (اٰل عمرٰن:96) بیشک وہ پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ بکۃ تھا، بکہ بیت اللہ کے گھر کا نام ہے اور مکہ شہر کا نام ہے، یہ سب سے پہلا گھر تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کی نیت سے بنایا جانے والا پہلا گھر تھا۔ رہائش کیلئے تو لوگوں نے پہلے بھی گھر بنائے تھے لیکن عبادت کی نیت سے پہلا گھر کعبۃ اللہ بنایا گیا۔ پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے بعد آپ ﷺ کی نبوت سے پہلے قریش مکہ نے بھی اس کو تعمیر کیا۔

تاریخ غلاف کعبہ:۔

شروع میں اس کے اوپر غلاف نہیں تھا پہلی مرتبہ یمن کے ایک بادشاہ تبع حمیری نے غلاف چڑھایا پھر یہ سلسلہ چلتا رہا قریش نے بھی اپنے زمانہ میں ریشم کا غلاف چڑھایا آپ ﷺ نے اس کے اوپر یمنی مصری چادر کا غلاف چڑھایا چونکہ آپ ﷺ نے اس عمل کی تصدیق فرمائی اس لئے اب یہ شرعی عمل ہے پھر عباسی خلفاء نے اس کے اوپر سیاہ رنگ کا غلاف چڑھایا یہ ریشم کے دھاگے سے بنتا ہے اور اس پر سونے کے تاروں کی لکھائی ہوتی ہے اس وقت یہ غلاف بہت وزنی ہوتا ہے اس کے اوپر سات سو کلو گرام ریشم لگتا ہے اور اس کا کل وزن دو ٹن کے قریب بنتا ہے یہ ہر سال نیا بنتا ہے۔

غلاف کب بدلتے ہیں؟

عام طور پر حجاج کے عرفات کو چلے جانے کے بعد تبدیل کیا جاتا ہے۔

غلاف کا مطلب:۔

کسوۃ کا مطلب ہوتا ہے لپٹی ہوئی چادریوں سمجھ لیں یہ بیت اللہ کا احرام ہے یا دوسرے لفظوں میں اسے بیت اللہ کا برقعہ اور حجاب بھی کہہ سکتے ہیں۔

حکمت غلاف:۔

ایک حکمت تو یہ ہے کہ کہ غلاف پکڑتے ہوئے یہ احساس ہوتا ہے کہ میں محبوب کا دامن پکڑ کر اس سے لپٹ کر فریاد کر رہا ہوں چنانچہ نبی ﷺ سے بھی غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعا مانگنا ثابت ہے۔

اور دوسری حکمت یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے حسن کو ہمیشہ پردہ ہی میں پسند فرمایا ہے لوگ جس طرح غلاف کعبہ سے لپٹے ہیں اس سے یوں لگتا ہے کہ اگر یہ نہ کہا جاتا ہے طواف کے دوران بیت اللہ کی طرف نہ دیکھیں تو پتہ نہیں کہ لوگ بیت اللہ سے لپٹ لپٹ کر ان کا کیا حال ہوتا۔

کمال جوش جنوں میں رہا میں گرم طواف خدا کا شکر سلامت رہا حرم کا غلاف

یہ اللہ کا کرم ہے کہ غلاف کعبہ سلامت رہتا ہے ورنہ دیوانے تو نہ جانے کیا کر ڈالتے تاہم اس کو پکڑ کر مانگنے کا عجیب ہی مزہ ہے۔

حجاب اکسیر ہے آوارۂ کوئے محبت کو میری آتش کو بھڑکاتی ہے تیری دیر پیوندی

ایک عجیب تاریخ:۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ رات کے وقت حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان والی سمت میں کھڑے ہو کر قرآن مجید پڑھ رہے تھے اسی وقت عمر بن خطابؓ حرم میں آ گئے ان کے دل میں خیال

آیا کہ یہ شخص کیا پڑھتا ہے؟ چنانچہ وہ ایک طرف سے غلاف کعبہ کے اندر چلے گئے اور آہستہ آہستہ اندر ہی اندر چلتے چلتے اسی جانب پہنچ گئے جہاں نبی ﷺ بیت اللہ کے قریب کھڑے قرآن کی تلاوت فرمارہے تھے چنانچہ نبی ﷺ وہ سورت پڑھ رہے تھے جس میں كَافِيَه، حِسَابِيَه، رَاضِيَه، كِتَابِيَه (الحآقه) یہ الفاظ تھے جب انہوں نے یہ الفاظ سنے تو وہ سوچنے لگے کہ یہ تو کسی شاعر کا کلام پڑھ رہے ہیں تو جیسے ہی انہوں نے یہ سوچا تو نبی ﷺ نے قرآن مجید کی آیت کی تلاوت فرمائی وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ (الحآقہ: 41) یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے تو انہوں نے دل میں سوچا کہ یہ کسی کاہن کا کلام ہوگا تو نبی ﷺ نے فوراً آیت پڑھی وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ (الحآقه: 42) کسی کاہن کا بھی کلام نہیں ہے تو عمرؓ گھبرا گئے کہ ادھر میرے دل میں خیال آتا ہے اور ادھر وہی الفاظ ان کے زبان سے نکلتے ہیں تو یہ کلام تو کوئی اہم بات ہے ، چنانچہ وہ غلاف کے پیچھے سے نکل کر گھر کو چلے گئے اس سے اگلے دن قریش مکہ نے ان کو آپ ﷺ کو نعوذ باللہ قتل کرنے کیلئے بھیجا تھا اور پھر باقی والا مشہور واقعہ پیش آیا جس میں آپؓ کے اسلام لانے کا تذکرہ ہے۔

آنے والے نے کیا دیکھا؟ ایک مرتبہ عفیف نامی قریش کے ایک سردار نے بیت اللہ کے دراوزے کے قریب یعنی مقام ابراہیمؑ پر نبی ﷺ کھڑے ہیں آپ کے پیچھے حضرت علیؓ کھڑے ہیں اور ان کے پیچھے حضرت سیدہ خدیجہؓ کھڑی ہیں تو آپ ﷺ جو کچھ کر رہے ہیں آپ کی اقتداء میں وہی حضرت علیؓ اور حضرت خدیجہؓ کر رہی ہیں چنانچہ وہ وہاں سے واپس آ کر حضرت عباسؓ سے ملا اور کہنے لگا کہ لگتا ہے کہ بڑا واقعہ پیش آنے والا ہے کہ آج میں نے بیت اللہ کے قریب ایسا منظر دیکھا ہے ۔اصل میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو نماز پڑھنا بھی سکھایا تو جب آپ پڑھنے لگے تو آپ ﷺ کے پیچھے

حضرت علیؓ اور ان کے پیچھے حضرت خدیجہؓ بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھتیں۔ آج بھی بیت اللہ شریف کے دروازے کے قریب دائیں طرف چھوٹے چھوٹے پانچ چھ پتھر لگے ہوئے نظر آئیں گے یہ تقریباً وہی جگہ ہے جہاں آپ ﷺ نے پہلی نماز پڑھی۔ وہاں اللہ تعالیٰ سے اپنی نماز کی درستگی کی بھی دعا کریں کیونکہ نسبت سے نعمت جلدی مل جاتی ہے۔

نسبت سے فرق:۔

دو اینٹیں ایک ہی بھٹے میں تیار ہوں ایک کو مسجد میں لگا دیا جائے تو وہ بیت اللہ کہلاتی ہے اور ایک کو بیت الخلاء میں لگا دیا جائے تو اس کی نسبت اس طرف ہو گئی ایک پر مسلمان اپنی جبیں رکھ کر اللہ کے سامنے فریاد کرتا ہے اور دوسری جگہ پر جوتے کے بغیر پاؤں رکھنا بھی پسند نہیں کرتا تو نسبت سے دونوں کی قسمت الگ الگ ہو گئی۔

اس امت پر اللہ کی بڑی بڑی نعمتیں:۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ (الشعرآء:62) میرا رب میرے ساتھ ہے حالانکہ قوم بھی ان کے ساتھ تھی لیکن ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ اور ادھر آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (التوبہ:40) اللہ ہمارے ساتھ ہے یہاں امت بھی ساتھ شامل ہے۔

ایک علمی نکتہ:۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو منع فرمایا تھا کہ اپنے بھائیوں سے خواب کا تذکرہ نہ کرنا پھر فرمایا وَ کَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ (یوسف:6) اور ایسے ہی تیرا رب تجھے اپنے لئے خاص کر لے گا، اور اس امت کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ھُوَ اجْتَبٰكُمْ (الحج:78) کہ وہ جس نے تمہیں اپنے لئے خاص کر لیا امت محمدیہ ﷺ پر یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے۔

مائدہ کا سوال:۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کی درخواست پر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے مائدہ نازل کیا، مائدہ کا لفظ کھانے کیلئے استعمال ہوتا ہے اور پنجابی میں بھی یہی لفظ ہم استعمال کرتے ہیں جسے میدہ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے بنی سرائیل کو کھانے کی چیز عطا فرمائی۔

بن مانگے حجر اسود کا تحفہ:۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے حجر اسود اتارا اور اس کو بیت اللہ کے کونے پر لگوا دیا وہ کھانے پر ناز کرتے تھے جو کہ کچھ عرصہ کیلئے تھا لیکن امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے ایک نعمت اتار دی چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس پتھر کو بوسہ دیا اور ہمارے بوسہ دینے سے ہماری نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگئی۔ حضرت عمرؓ بھی اس پتھر کو بوسہ دے کر گویا کہتے ہیں

تیرے بوسے کو ہم دیتے ہیں بوسہ حجر اسود پر   وگرنہ کام کیا تھا ہم مسلمانوں کو پتھر سے

آج بھی امت اس پتھر کو کتنی تڑپ کے ساتھ بوسہ دیتی ہے۔

شاہ رفیع الدینؒ کی رفعت نظر:۔

دارالعلوم کے دوسرے مہتمم شاہ رفیع الدینؒ بڑے صاحب حال بزرگ تھے انہوں نے سوچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کعبہ کی کنجی بنوشیبہ کو عطا کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ کنجی قیامت تک تمہارے ہی قبیلہ میں رہے گی چنانچہ اب بھی بیت اللہ دروازہ کھولنے کیلئے بنوشیبہ کے خاندان میں سے کوئی بندہ آتا ہے چنانچہ حضرتؒ نے کعبہ کے کنجی بردار سے دوستی لگا لی اور جب واپس وطن آنے لگے تو کنجی بردار کو چونکہ آپؒ سے انسیت ہوگئی تھی کہنے لگا کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں تو حضرت نے ان کو ہدیہ دیا اور ساتھ میں ایک تلوار بھی دی کہ آپ کے پاس بیت اللہ کے دروازے کی چابی ایک امانت ہے اور یہ

تلوار بھی ایک امانت ہے آپ یہ چابی کی طرح آگے چلاتے رہیں اور جب حضرت امام مہدی آئیں تو آپ کے خاندان کا جو شخص بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولے تو وہ میری طرف سے حضرت کو یہ تلوار ہدیہ میں پیش کر دے۔

کیا مبارک اہتمام کیا:۔

قاری رحیم بخش پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ میں جتنے دن حرم میں رہا تو میں نے ہر نماز پہلی صف میں امام کے پیچھے تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کی، اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنی ضروریات کیلئے عشاء اور فجر کے درمیان ہی نکلتے ہوں گے ورنہ تو دوبارہ امام کے پیچھے جگہ ملنا بہت ہی مشکل ہے۔

کعبہ کا پڑوسی کون؟

علامہ زمخشریؒ نے تفسیر کشاف لکھی جن کے بارے میں ایک شاعر نے کہا

تیرے وجود پر نہ ہو جب تک نزول کتاب گرہ کشاں ہیں نہ رازی نہ صاحب کشاف

آپؒ حرم میں اتنا رہتے تھے کہ عرب لوگوں نے آپ کو جاراللہ یعنی اللہ کا پڑوسی کہنا شروع کر دیا تھا۔

مقام ابراہیمؑ:۔

مقام ابراہیم کو سیدنا ابراہیمؑ کے پاؤں لگنے کی نسبت حاصل ہے کیونکہ یہ ایک پتھر تھا جب حضرت ابراہیمؑ خانہ کعبہ کی تعمیری کر رہے تھے تو اونچی جگہ پر پتھر لگانا ہوتا تو یہ پتھر آپ کو اونچائی پر لے جاتا اس پر آپؑ کے قدموں کے نشانات ہیں پہلے یہ پتھر ایسے ہی پڑا ہوتا تھا ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں سیلاب آیا اور یہ پتھر اپنی جگہ سے ہٹ گیا چنانچہ بڑی مشکل سے ملا پھر بنو سہم کے ایک آدمی کہ جس نے باب کعبہ اور بیت اللہ کے ارکان سے اس پتھر کی جگہ کی پیمائش کی ہوئی تھی چنانچہ اس پتھر کو اسی جگہ پر پھر لگا دیا گیا اور صحابہ کرامؓ نے بھی اس کی تصدیق کر دی۔

ایک واقعہ:۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے ایک مرتبہ زمزم کے کنویں سے پانی نکالا اور اس میں سے نوش فرمایا پھر ڈول میں بچا ہوا باقی پانی پھر کنویں میں ڈال دیا تا کہ آپ ﷺ کی امت آپ کا بچا ہوا پانی پی لے۔ 1930ء کے قریب کے زمانہ میں مقام ابراہیمؑ کا پتھر ایسے ہی کھلا رکھا ہوتا تھا۔ حضرت خواجہ غلام حبیبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے محبت کی بنا پر ڈول سے پانی ان پاؤں کے نشانات پر ڈالا اور پاؤں کے نشانات پر پھر اپنے لبوں سے نوش فرمایا پھر حکومت نے اس پتھر کو اسی جگہ پر محفوظ رکھنے کیلئے فکس کرا دیا۔ حضرت عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل میں فرق کرنے والا بنایا انہی کی فراست سے آج پتھر اسی جگہ نصب ہے اور ان کی بعض تجاویز منشائے خداوندی کے مطابق تھیں۔ ان میں بدر کے قیدیوں کے بارے میں جو رائے تھی وہ اللہ کے منشائے خداوندی کے مطابق تھی اسی طرح حجاب کی آیت اور تیسری بات کہ نماز کہاں پڑھی جائے وہ تھی حضرت ابراہیمؑ کے قدموں کی جگہ کے قریب۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى (البقرہ:125) کہ تم مقام ابراہیم کو اپنے لئے مصلیٰ بناؤ امام اعظمؒ نے یہاں دو رکعت میں پورا قرآن پاک ختم فرمایا اور پھر فرمایا کہ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَمَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ یہ الفاظ آپؒ نے نبی اکرم ﷺ کی سنت میں ادا کیے۔

آخری بات:۔ اگر بیت اللہ کو اندر سے دیکھیں تو اندر کچھ بھی نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو اس گھر کو ہیرے جواہرات سے بھر دیتے لیکن اسے خالی رکھا اسلئے کہ یہ خالی ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات اترتی ہیں اگر ہم بھی اپنے دل کو اللہ کے غیر سے خالی رکھیں گے تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی تجلیات نازل ہوں گی

بتوں کو توڑ تخیل کے ہوں کہ پتھر کے

اپنے دل کو ماسوا اللہ سے خالی کر لیجیئے ہمارے دل اللہ کے غیر سے بھرے پڑے ہیں کہیں مال کی محبت کہیں کہیں شیطانی، شہوانی، نفسانی محبتیں۔ تو اگر ہم اپنے دل کو غیر کی محبت سے خالی کر دیں تے اللہ تعالیٰ بھی اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ